Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

(قادیان)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مدیر

عبدالقدیر نیاز

بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ سنہ ⁂ مطابق ماہ اپریل ۱۹۴۵ سنہ ء

ماہ شہادت ۱۳۲۴ھ ش

جلد ۴۴ عدد ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔
مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔
صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداروں کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے! ورنہ عدمِ تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اِس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے اس لئے اِس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۴ | ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۴۵ء | عدد ۴

فہرست مضامین

ضروری تردید	ص۲	ایڈیٹر
غیر مبایعین کے قول اور عمل میں شدید اختلاف	ص۵	از جناب خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی واقفِ زندگی۔
سچ اور دیانت	ص۸	از جناب حافظ قدرت اللہ صاحب واقفِ زندگی
ذکر الٰہی	ص۱۲	از جناب مولوی صدر الدین صاحب واقفِ زندگی
نیا یروشلم۔ دنیا کا مستقبل	ص۲۵	از جناب مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروری تردید

[ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۴۵ء میں ایک مضمون نسیم سیفی صاحب کا شائع ہوا تھا جس میں بعض عبارتیں قابلِ اصلاح تھیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ نظر انداز ہوگئیں۔ ان عبارتوں کی تردید کے طور پر دو خط اور ان میں سے ایک پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا نوٹ شائع کیا جاتا ہے۔ ایک خط حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کا ہے جو حسب ذیل ہے:۔ (ایڈیٹر)]

الصفہ قادیان — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

4.3.45 مکرمی ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز اردو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج اتفاقاً جنوری کا ریویو اردو کا پرچہ میری نظر سے گذرا۔ اِس پرچہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت وتعلیم ہو۔ اور پھر اس میں ایک انعامی مضمون نسیم سیفی صاحب کا چھپا ہے جس میں ایک غلط عقیدہ نہایت نمایاں طور پر واضح کر کے لکھا گیا ہے۔ نہ تو "اول درجہ کا انعام" دینے والوں نے اسے دیکھا اور نہ آپ نے۔ وہ عقیدہ حسب ذیل ہے:۔

"انبیائے ماسبق میں سے تو بیشتر ایسے گذرے ہیں جن کی اطاعت کاملہ کے نتیجہ میں بیسیوں انسان انسانیت کے سب سے بڑے مرتبہ (نبوت) کو حاصل کر گئے۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں پر کہ انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ معاذ اللہ حضرت نبی کریم صلعم ایک ایسے نبی ہیں کہ ان کی آمد کے ساتھ ہی نبوت کے تمام دروازے بند ہو گئے" (صفحہ ۲۴)

میری عرض یہ ہے کہ خط کشیدہ فقرہ احمدیہ عقائد کے سراسر برخلاف ہے۔ ہم ہرگز نہیں مانتے کہ انبیائے ماسبق میں ایک نبی بھی ایسا گذرا ہے جس کی اطاعت کاملہ کے نتیجہ میں کوئی ایک شخص بھی نبوت کا مقام حاصل کر سکا ہو۔ بلکہ صحیح عقیدہ یہ ہے۔ کہ ایسی ظلّی نبوت سوائے آنحضرتؐ کے اُمتی کے دُنیا نے کبھی پہلے دیکھی ہی نہ تھی۔ تمام انبیائے سابقین خدا تعالےٰ کی براہِ راست موہبت سے نبوت پاتے رہے۔ ان کے نبی بننے میں ان کے مطاع نبی کے کامل اتباع کا حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ تھا۔ پس گذشتہ انبیاء کو وہ فضیلت دینا جو صرف اور صرف آنحضرتؐ سے ہی مخصوص ہے ایک ایسی غلطی ہے جس کا آپ کے رسالہ میں داخل ہوجانا نہایت ہی افسوسناک بات ہے۔ اور خدام الاحمدیہ کا ایسے شخص کو اس مضمون پر انعام دینا اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر ہے۔ پس آپ اس بات کی تردید کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح عقیدہ پبلک کے سامنے لاویں۔ اور آئندہ کے لئے اپنے رسالہ کو ایسی فاش غلطیوں سے بچائیں۔

والسلام

محمد اسمٰعیل

اسی بارہ میں ایک خط مکرم مولوی سعد الدین صاحب ایم۔ اے۔ بی ٹی نے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا جو درج ذیل ہے:۔

Camp
23.1.45

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــــــ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو بابت ماہ جنوری ۱۹۴۵ء میں مضمون "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کا اظہار صرف احمدیت کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے"۔ از جناب نور محمد صاحب نسیم سیفی واقفِ زندگی پڑھنے سے مجھ پر یہ اثر ہے کہ ہمارے ایڈیٹر صاحبان بعض دفعہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اس زمانہ میں ہمارے لٹریچر کے اندر جو کچھ لکھا جائے گا وہ بعد میں بطور سند پیش ہوگا۔ اس لئے کسی صاحب کا مضمون شایع کرنے سے پیشتر اس کو بنظرِ غور پڑھنا چاہئے اور اس کے وہ حصص جو احمدیہ عقائد کے خلاف ہوں انہیں صاحبِ مضمون سے یا خود درست کرکے شایع کرنے چاہئیں۔

اس مضمون میں (اگر میں خود غلطی نہیں کر رہا تو) حسب ذیل عبارتیں غلط معلوم ہوتی ہیں:۔

۱۔ "حالانکہ یہ کون نہیں جانتا کہ عیسٰے علیہ السلام تو محض بالواسطہ پیغمبر ہیں اور موسٰے علیہ السلام کے سلسلہ کے آخری نبی"۔ (صت۲۳ سطر اول و دوم)

یہ لفظ بالواسطہ مبہم ہے۔ اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے طفیل سے نبی بنے تو یہ احمدیہ عقائد کے خلاف ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۔ "انبیائے ما سبق میں سے تو بیشتر ایسے گذرے ہیں جن کی اطاعتِ کاملہ کے نتیجہ میں بیسیوں انسان انسانیت کے سب سے بڑے مرتبہ (نبوت) کو حاصل کر گئے۔"

(ص۲۴ پیرا نمبر ۲)

۳۔ "حضرت رسول اکرم صلعم سے پہلے بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جن کی اطاعت کاملہ کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے نبوت کا وعدہ دیا اور پھر اُن لوگوں کو جنہوں نے اطاعتِ کاملہ کی اللہ تعالےٰ نے اپنے اس فضل سے نوازا اور باوجود اس کے کہ وہ کوئی نئی شریعت نہ لاتے تھے، اللہ تعالےٰ کے ہاں سے نبی کا لقب پاتے رہے۔"

(ص۲۴ آخری سطر و ص۲۵ پہلی دو سطریں)

اِن دونوں حوالوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی بعض نبی اپنے متبعین کو اطاعت سے نبوت کے مقام تک پہنچا دیتے تھے حالانکہ قرآن کریم نے یہ شرف صرف حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمایا ہے۔ اور احمدیت کی تعلیم بھی یہ عقیدہ نہیں سکھاتی۔

والسلام

خاکسار۔ سعدالدین احمدی

A. D. i Schools

Rawalpindi

اِس خط کو پڑھکر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لفافہ پر مندرجہ ذیل نوٹ تحریر فرمایا:۔

"اعتراض سب درست ہیں۔ تعجب ہے یہ مضمون کس طرح چھپ گیا۔ اس کی تردید کی جائے۔ اور تحریک سیفی صاحب کو ان کی غلطی پر متنبہ کرے۔ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبوت ملتی ہے نہ کہ اور کی۔ اور بالواسطہ نبی کے معنے ہی امتی نبی کے ہیں اور ایسے پہلے نبی تھے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبایعین کے قول و عمل میں شدید اختلاف

(از جناب خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی واقف زندگی۔)

ہمارے غیر مبایع دوستوں نے مرکز احمدیت قادیان سے علیحدہ ہوتے ہوئے بایں الفاظ اعلان کیا تھا کہ:-

"ہمارا تعلق نہ تو سلسلہ سے منقطع ہو سکتا ہے اور نہ قادیان سے اور نہ ہی اس مقدس انسان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) کے خاندان سے جسکے ہم خادم ہیں۔" (پیغام ۱۶ اپریل ۱۹۱۴ء)

لیکن ہر آنیوالے دن نے اس امر کی شہادت دی کہ غیر مبایعین کا عمل ان کے اس قول کے صریح طور پر تردید ہے۔ اور قرآن مجید کے یہ الفاظ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ فی الحقیقت انہیں پر چسپاں ہوتے ہیں۔

کیا یہ حقیقت ثابتہ نہیں کہ بلحاظ عقائد اور مسلک مسیح موعودؑ غیر مبایعین اس راہ کو ترک کر چکے ہیں جس پر یوم اختلاف سے قبل یہ لوگ گامزن تھے۔ وہ وہی عقائد تھے جن پر آج بھی بفضلہ تعالےٰ جماعت احمدیہ قادیان قائم ہے اور دیوانہ وار ان کی اشاعت دُنیا کے طول و عرض میں کر رہی ہے۔

ممکن ہے ہمارا یہ بیان غیر مبایع دوستوں کو کسی قدر ناگوار گذرے اس لئے ہم اہلحدیث اخبار کی شہادت بطور ثبوت پیش کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں۔ مضمون نگار لکھتا ہے:-

"اس خاکسار ہیچمدان نے پیغامی مرزائیوں کے متعلق کبھی خاص مضمون نہیں لکھا۔ اس کی وجہ ہے۔ میری تحقیق یہ ہے اور جسے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان لوگوں کو مرزائیت یعنی احمدیت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ صرف نام کے لئے احمدی کہلاتے ہیں اور بس۔ ان لوگوں کے اصلی خیالات اور عقائد وہی ہیں، جو ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب پٹیالوی کے تھے۔ اس لئے دیکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے بظاہر زبان کے ساتھ یا قلم سے مرزا صاحبؑ۔ناقل، آنجہانی کو مسیح موعودؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مہدیٔ معہود کہہ دیتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اس پٹڑی سے کوسوں دُور ہیں جو مرزا صاحب (ؑ) نے اپنے مریدوں کے لئے بچھائی تھی۔ ان لوگوں کا اخبار پیغام صلح بعض وقت مرزا (صاحب۔ ناقل) آنجہانی کو منوانے کے لئے بھی ایک آدھ مضمون تحریر کر دیتا ہے۔ آخر پُرانے تعلق کا بھی تو حق ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء)

دوسری بات جو ہمارے پیغامی دوستوں نے کہی تھی وہ یہ تھی کہ ہمارا تعلق قادیان سے ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا۔ افسوس ہمارے یہ دوست اپنی اِس بات پر بھی کاربند نہ رہے۔ جس کا عملی ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ اگر ان لوگوں کو مرکزِ احمدیت سے کچھ بھی تعلق ہوتا تو یہ ہمیشہ کے لئے قادیان سے کیوں کنارہ کش ہو کر لاہور کو "مدینۃ المسیح" قرار دے لیتے۔ نیز اگر یہ لوگ اپنے قول کے پابند تھے تو پھر ہم اکابر غیر مبائعین سے انصاف کے نام پر دریافت کرتے ہیں کہ وہ للہ بتائیں کہ جس طرح وہ اور ان کی اولادیں اختلاف سے قبل ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان تشریف لایا کرتی تھیں آج یہ عمل کیوں ترک کر چکی ہیں؟ یہ انقلاب کیوں ہے؟

کیا غیر مبائعین کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اکابرینِ پیغام نے کبھی بھولے سے بھی اِس مقامِ مقدس میں بذاتِ خود تشریف لا کر اپنے قول کی تصدیق کی ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تخت گاہ قرار دیا ہے۔ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہمارے غیر مبائع بھائی غور کریں کہ آخر اِس بے رُخی کا سبب کیا ہے؟

اگر وہ اِس امر پر تنہائی میں غور کریں گے تو ہمیں یقین ہے کہ ان کے دل اِس امر کی شہادت دیں گے کہ دراصل وہ قادیان کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کی تڑپ نہیں رکھتے۔ جب یہ بات ہے تو اُنہیں سوچنا چاہئے کہ وہ کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں۔

تیسری بات جو ہمارے غیر مبائع دوستوں کی طرف سے کہی گئی تھی وہ یہ تھی کہ ہمارا تعلق خاندانِ مسیح موعودؑ سے منقطع نہیں ہو سکتا۔ آیئے اب واقعات کی روشنی میں اِس تیسری بات کو بھی دیکھیں کہ آیا اِس امر میں بھی ہمارے بے وفا دوست اپنی وفا کا ثبوت دیتے ہیں یا نہیں؟

ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود باجود الٰہی بشارتوں اور الہاموں کے نتیجہ میں عالمِ ظہور میں آیا اور اِسی مقدس وجود کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی ٭ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

لیکن یہ کس قدر دیدہ دلیری اور جرأت ہے کہ ہمارے یہ دوست جو اپنے تئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے "خادم" قرار دیتے تھے آج بھی بے دھڑک لختِ جگرِ مسیحؑ پر حیا سوز حملے کرنے سے بھی نہیں چُوکتے اور کس ڈھٹائی سے کہدیتے ہیں کہ :-

"اُنکی خواہش نفسانی سے شیطانی القاء کے ماتحت اسکو القاء ہوا دلیمزقنّھم کلّ ممزّقٍ"

پھر لکھا :-

"ضروری تھا کہ آپؑ کی جماعت سے ایک غاصب ظالم خلیفہ یزید طبع پیدا ہوتا تاکہ امتِ محمدیہ میں حسینؓ کی طرح مظلوم اور حق کی تائید کرنے والے بھی پیدا کئے جائیں" (پیغام صلح ۲۶ر جولائی ۱۹۳۷ء)

اِن مذکورہ بالا ہر سہ امور کے پیش نظر ہر عقلمند انسان جان سکتا ہے کہ ہمارے غیر مبایع دوست صداقت کو چھوڑ کر کس راہ کو اختیار کر رہے ہیں ۔

ہم بطور ہمدردی اپنے بھُولے بھٹکے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ بھائیو ! ایک طول طویل عرصہ میں تم میں سے ہر شخص نے دیکھ لیا ہے کہ تائید الہٰی کس کے شاملِ حال ہے ۔ اور کون ذلیل و خوار ہو رہا ہے ۔ خدارا اپنے پر اور اپنی اولادوں پر رحم کھاؤ کہ مبادا تم ہلاک شدہ قوم ثابت نہ ہو ۔ دیکھو ! حقیقت شناس انسان کیا کہتا ہے ؎

نہ ترکِ صحبتِ احباب کیجیو ناسخ
گرا جو برگ شجر سے وہ پائمال ہُوا

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچ اور دیانت

(از جناب حافظ قدرت اللہ صاحب واقفِ زندگی۔)

انسان اپنی انسانیت کی تکمیل کے لئے بہت سے امور کا محتاج ہے۔ اس کی زندگی کا انحصار جس طرح مادّی امور پر ہے اسی طرح روحانی لحاظ سے بعض روحانی امور کا لزوم بھی اسکے ساتھ ویسا ہی ضروری ہے۔

انسان غذا کھاتا ہے اور یہ اس کے لئے ضروری ہے۔ ورنہ اس کی مادّی زندگی اس کے بغیر ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح وہ عبادات بجا لاتا ہے کہ روحانی زندگی کی یہی غذا ہے۔ یہ دو اس کی موٹی تقسیمیں ہیں۔ ان کے ساتھ بعض لوازمات ایسے ہیں جو قریباً قریباً ویسے ہی ضروری ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے وہ ان دونوں امور کا حصہ ہی ہیں۔ مثلاً اخلاق کا حصہ ہے۔ گو بظاہر عبادات کے ساتھ اتنا گہرا تعلق نظر نہیں آتا۔ لیکن اس سے الگ سمجھنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ اگر اخلاق کو عبادات سے علیحدہ کیا جائے تو ان کے بغیر انسان کی عبادت صحیح عبادت ہی نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ اخلاق حسنہ اس عبادت کا نتیجہ قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور انہیں ایمان کا ماحصل یقین کیا جاتا ہے ایک شخص اگر ظلم کرتا ہے تو اسکے متعلق یہ قیاس کرنا کہ اس میں خدا تعالےٰ پر ایمان نہیں ہے بالکل درست ہوگا۔ کیونکہ اگر اسے خدا پر ایمان ہوتا تو وہ خدائی صفات سے متصف ہوتا۔ اس کے عذاب سے ڈرتا اور کسی پر ظلم نہ کرتا۔

اسی طرح مثلاً ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ نماز کی عبادت انسان کو بُری باتوں سے روکتی ہے اور بے حیائی سے باز رکھتی ہے۔ ایک شخص سے اگر کوئی فحش حرکت سرزد ہوتی ہے۔ اور وہ ایسی باتوں کا عادی ہے تو ہم اس کے متعلق یہ یقین کریں گے کہ یہ شخص عابد نہیں ہے۔ ورنہ نماز کا نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا فرمان قطعی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ اور واقعات اس کے شاہد ہیں۔ پس اخلاق کو عبادات میں بہت گہرا دخل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اخلاق بھی عبادات کا حصہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاق کی دُنیا بڑی وسیع ہے۔ ہر ایک کا تذکرہ مشکل ہے۔ اس لئے اِس وقت صرف سچ اور دیانت کو ہی لیتا ہوں جو تمام اخلاق کی ایک لحاظ سے جڑھ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم نے بھی یہی فرمایا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اندر بہت سے عیوب ہیں کوئی ایسا سہل علاج بتائیں کہ جس سے میری اصلاح ہوجائے۔ حضور نے نہایت سادگی سے فرمایا کہ تم جھوٹ کو چھوڑ دو اور دیانت کو اختیار کرو۔ انشاء اللہ تمہارے تمام عیوب چھڑانے کے لئے یہی امر بہتر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صرف ایک بُری عادت جھوٹ کے ترک کرنے سے اُس کے تمام عیوب جاتے رہے۔

حقیقتاً سچائی ایسی چیز ہے جس کو انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں میں خاص دخل ہے۔ اور پھر اِس لحاظ سے کہ سچائی کا اثر اپنے علاوہ دوسرے شخص یا قوم اور جماعت پر بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا تمدنی زندگی پر نہایت ہی گہرا اثر ہے اور دُنیا کے تمام معاملات اس کے ساتھ اس طرح متعلق ہیں کہ شاید کسی اور خلق کے ساتھ اتنے زیادہ نہ ہوں۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ سیاسی اور اقتصادی غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں سچائی کو خاص وقعت حاصل ہے۔ دُنیا کے امن کا انحصار اِسی پر ہے۔ دُنیا میں اگر کسی وقت امن برباد ہوا تو اس کی ایک بڑی وجہ ضرور جھوٹ ہے ورنہ دیانت کا طرز اختیار کرتے ہوئے کبھی ممکن نہیں کہ فسادات رونما ہوں۔ لڑائی اور جھگڑے ہوں۔ عدالتوں میں مقدمات تک نوبت ہی نہ پہنچے۔ دُنیا میں کروڑہا روپیہ محض مقدمات کی نذر ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ صرف اِس وجہ سے ہے کہ دُنیا سے سچ اور دیانت اُٹھ گئی ہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ :۔

"سارے فساد اور لڑائی جھگڑے محض جھوٹ سے پیدا ہوتے ہیں"۔

پھر حضور فرماتے ہیں :۔

"جس قوم میں سچ پیدا ہوجائے اور جس میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہوسکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جاسکتی ہے۔ سچائی اور دیانت کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا ہے۔ اور دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔ ہندوستان کی غلامی کا موجب انہی دو چیزوں کا فقدان ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچ اور دیانت ہی دو ایسے وصف ہیں جو قوم کے اندر جرأت اور بہادری کا موجب ہوتے ہیں۔ جھوٹ بولنا بزدل لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ دلیر اور جرأت والا شخص دلیری کے ساتھ سچ بولیگا اور یہی حقیقت ہے۔ کیونکہ جھوٹ اس لئے بولا جاتا ہے کہ انسان اپنی طبعی کمزوری کیوجہ سے کسی امر سے خوف کھاتا ہے اور اس لئے وہ جھوٹ بول کر اپنا پہلو بچانا چاہتا ہے پس جھوٹ بولنا بزدل لوگوں کا کام ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"غداری کا قلع قمع کر دیا جائے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک قوم میں ایسی روح نہ پیدا ہو کہ اس کا ہر فرد موت کو غداری پر ترجیح دے۔ اور وہ کہیں کہ ہم مر جائیں گے مگر غداری نہیں کریں گے۔"

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور فرماتے ہیں :۔

"جس قوم میں اخلاقی دیانت پیدا ہو جائے اس کا اخلاقی طور پر دوسروں کے قلوب پر سکہ بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن جس قوم میں قومی دیانت بھی ہو۔ تجارتی دیانت بھی اور اخلاقی دیانت بھی ہو وہ قوم تو ایک پہاڑ ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ اور قومیں حوادث اور مصائب سے بچائی جاتی ہیں اور وہ دُنیا کے لئے ایک تعویذ ہو جاتی ہیں۔"

پھر حضور فرماتے ہیں :۔

"سچائی ایک ایسی چیز ہے کہ وہ انسان کے رعب کو قائم کر دیتی ہے۔ تم اگر سچ بولو اور نوجوانوں کو سچ بولنے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہو تو وہ تمہارا ایک فرد ہزاروں کے برابر سمجھا جائے گا۔"

پس سچ ایک ایسا جوہر ہے جس کا کسی فرد یا قوم کے اندر پیدا ہونا واقعی اُسے نہایت قیمتی بنا دیتا ہے۔

اب ایک مرحلہ آخر میں رہ جاتا ہے۔ کہ سچ پیدا کیسے کیا جائے۔ اس کے متعلق ابتداء مضمون میں کچھ ذکر آیا ہے۔ مگر اشارۃً اصل بات یہ ہے کہ انسان کسی کام کو کرتے وقت ضرور اس کے انجام کو دیکھتا ہے۔ ایک دُنیادار انسان کی نظر صرف دُنیوی امور تک محدود ہوتی ہے اور وہ روحانی امور کو خاص وقعت نہیں دیتا۔ اس لئے وہ دُنیوی غرض کو مقدم کر کے کسی کام کو کرے گا۔ مگر ایک روحانی شخص اپنا مقدم فرض روحانیات کو قرار دے گا۔ اسلئے وہ اسی کے مطابق اپنے تمام امور سرانجام دے گا۔ یہی اصول سچائی کے متعلق بھی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک روحانی انسان۔ ایک مذہبی انسان سچ کو اختیار کرنے پر اس لئے مصر ہوگا کہ یہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ اور اسی کی بہتر تعلیم ہے۔ اور تمام مذاہب اس کی تلقین کرتے چلے آئے ہیں۔ خدا کے فرستادوں کا وطیرہ بھی اسی کے مطابق ہے۔ اور کہ خدا تعالےٰ کی ہستی حاضر و ناظر ہے۔ اور بعث بعد الموت ضرور ہوگی۔ ایک شخص اگر یہ اعتقاد رکھے تو وہ کبھی جھُوٹ نہیں بول سکتا۔ کہ اس جھُوٹ سے اُس کی روحانی زندگی تباہ ہوجائیگی۔ اور وہ یقین کرے گا کہ ایک حقیر دُنیوی فایدہ کی غرض سے وہ ایک لمبی راحت والی زندگی کو چھوڑنے والا ہے۔ مگر ایک دُنیادار جس کو خدا کی ذات پر یقین نہیں وہ ان تمام بندشوں سے آزاد ہوگا۔ اُسے اپنی اُخروی حقیقی زندگی کی پرواہ نہیں ہوگی۔ اس لئے وہ اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کو بھی اُس ابدی موہوم زندگی پر ترجیح دے گا۔ کیونکہ اُس کا دل یقین سے خالی ہے۔

پس سچ کو اختیار کرنے کے لئے ایمان کا پیدا کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے ورنہ اِس کے بغیر مستقل طور پر کامیابی کی امید رکھنا بے سُود ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکرِ الٰہی

(از جناب مولوی صدرالدین صاحب واقفِ تحریکِ جدید)

ذکر کے لغوی معنے یاد کرنے کے ہیں۔ خواہ وہ یاد کرنا دل سے ہو یا زبان سے۔

جاننا چاہیئے کہ دُنیا میں جس انسان کو کسی چیز سے محبت ہوتی ہے تو وہ اُس کو دل سے بھی اور زبان سے بھی یاد کرتا رہتا ہے۔ اور مصائب اور مشکلات اور آڑے وقتوں میں بھی اس کی یاد میں منہمک اور سرشار رہتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہی ہمارا محبوب حقیقی ہے اس لئے اُس کی یاد اور اُس کا ذکر ہم پر فرض ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی صفات کو سامنے رکھیں اور اُن کو زبان سے بار بار یاد کریں اور اُن کا دل سے اقرار کریں اور اس کی طاقتوں اور قدرتوں کا معائنہ کریں۔ یہ ہمارا اُس کو یاد کرنا ہماری محبت اور عشق کو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے حکم فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ٥ (احزاب رکوع ۶) یعنی اے مومنو! اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کیا کرو۔ اور پھر فرماتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ٥ (بقرہ رکوع ۱۸) یعنی اے لوگو! تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور ناشکری مت کرو۔ پھر فرماتا ہے فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (بقرہ رکوع ۲۵) یعنی جب اپنی عبادتیں (متعلقہ حج) پوری کر چکو تو اللہ تعالےٰ کو یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔ اور پھر فرماتا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (انفال رکوع ۶) یعنی اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ پھر فرماتا ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا۔ یعنی اپنے رب کو صبح شام یاد کرو۔ پھر فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ (منافقون رکوع ۲) یعنی اے مومنو! تم کو تمہارے اموال اور اولاد اللہ تعالےٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جو ایسا کریں گے تو یہی گھاٹا پانے والے ہوں گے۔ اور پھر فرماتا ہے فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (النساء رکوع ۱۵) یعنی جب تم نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یعنی لیٹ کر بھی اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذکر کے متعلق ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکرہ مثل الحیّ والمیّت۔ بخاری کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل) یعنی اُس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اُس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ غرض اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ذکر کے متعلق بہت زور دیتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی سخت تاکید فرماتے ہیں۔ کیونکہ ذکر الٰہی تمام امور سے بڑا اور تمام عبادتوں سے بڑھکر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (عنکبوت رکوع ۵) یعنی ذکر اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم و اذکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر من اعطاء الذھب والورق وان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم۔ قالوا ما ذاك یا رسول اللہ قال ذکر اللہ تعالیٰ (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات) یعنی ابو درداءؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو تمہارے اعمال میں سے بہتر اور پاکیزہ اور تمہارے درجات کو بلند کرنے والا عمل بتاؤں جو خدا کے نزدیک ہے۔ اور وہ سونے چاندی کے دینے سے بہتر اور اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے ملو تو تم اُن کی گردنیں اور وہ تمہاری گردنیں ماریں یعنی جہاد سے بھی بہتر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر

پس ذکر انسان کی روحانی زندگی اور دُنیا میں اور آخرت میں کامیاب ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزوں سے بڑھکر اور سب عبادتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ اور اسکے بے شمار فوائد ہیں۔ جن میں سے چند یہاں پر درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا اور سب سے بڑا فائدہ ذکر الٰہی کا یہ ہے کہ اس سے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں فرماتا ہے کہ سب سے بڑا انعام رضاء الٰہی ہے۔ جیسے فرمایا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ (توبہ رکوع ۹) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیز ہے۔ پس اکبر کا انعام اکبر ہی ہو سکتا ہے اور وہ رضوان ہے۔

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (رعد رکوع ۴) یعنی مومنوں کے دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہوتے ہیں۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی تسلی پاتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والے کو اللہ تعالےٰ اپنا دوست بنا لیتا ہے اور اسی دُنیا میں اُسے اپنی بارگاہ میں یاد کرتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ یعنی اے میرے بندو! تم میرا ذکر کرو مَیں تمہیں یاد کروں گا۔ اور خدا تعالیٰ کا یاد کرنا یہی ہے کہ اپنے حضور باریابی بخشتا ہے۔ جس طرح بادشاہ کا دُنیا میں کسی کو یاد کرنا یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کو اپنے دربار میں بُلاتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی کرتا ہے۔

۴۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر انسان کو بدیوں سے روکتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۝ (عنکبوت رکوع ۵) یعنی نماز کو قائم کرو۔ یقیناً نماز تمام بدیوں اور بُرائیوں سے روکتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا یقیناً بہت بڑا ہے۔ پس چونکہ نماز بھی ایک ذکر ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی انسان کو بدیوں سے روکتا ہے۔

۵۔ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے انسان کا دل مضبوط ہوتا ہے اور مقابلہ کی طاقت پیدا ہوتی ہے اور شکست کھانے سے بچ جاتا ہے اور فتح حاصل کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (انفال رکوع ۶) یعنی اے مومنو! جب تمہاری کسی گروہ سے مٹھ بھیڑ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالےٰ کو بہت یاد کرو تا کہ کامیاب ہو اور فتح حاصل کرو۔

۶۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے انسان ہر قسم کے مقصد اور مرام میں کامیاب و کامراں ہو جاتا ہے جیسے فرمایا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ کیونکہ اس میں ہر قسم کی کامیابی آجاتی ہے۔

۷۔ ساتواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے کے سر پر قیامت کے دن خدا کا سایہ ہوگا۔ جیسے حدیث میں آتا ہے۔ عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سبعۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

يظلهم الله تعالىٰ في ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل وشاب نشأ في عبادة الله ورجل كان قلبه معلقا بالمسجد اذا خرج منه حتى يعود اليه . ورجلان تحابا في الله فاجتمعا على ذلك وتفرقا ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه ورجل دعته ذات حسب وجمال فقال اني اخاف الله عز وجل ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه (ترمذی جلد دوم ابواب الزہد ص۶۲) یعنی ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں پر اللہ تعالیٰ سایہ کرے گا جس دن سوائے اس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا (اور وہ یہ ہیں) امام عادل۔ وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد سے ہی لگا رہتا ہے۔ جب وہ اس سے نکلتا ہے۔ حتیٰ کہ واپس لوٹ کر اس میں آجائے۔ اور وہ دو شخص جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کریں اور اسی کے لئے وہ اکٹھے اور علیحدہ ہوں۔ اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا ذکر علیحدگی میں کرے تو اس کے آنسو بہیں۔ اور وہ شخص جس کو حسب و نسب اور جمال والی عورت اپنی طرف (زنا کے لئے) بلائے تو وہ کہے کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور باز رہے۔ اور وہ شخص جو مخفی طور پر صدقہ دے۔ حتیٰ کہ اس کے بائیں کو بھی خبر نہ ہو کہ دایاں کیا خرچ کرتا ہے یعنی بالکل مخفی طور پر۔

۸۔ آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے کی دعا بہت سنی جاتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں پہلے تحمید سکھائی اور بعد میں دعا سکھلائی۔

۹۔ نواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ عن عبد الله بن عمرو. قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما على الارض احد يقول لا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله الا كفرت عنه خطاياه ولو كانت مثل زبد البحر (ترمذی ابواب الدعوات) یعنی عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے گا اس کی سب خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنی ہوں۔

۱۰۔ دسواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے عقل تیز ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَلَّذِيْ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔ (آل عمران آخری رکوع) یعنی زمین و آسمان کی پیدائش میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ مگر انہیں لوگوں کے لئے جو عقل والے ہوں۔ پھر بتایا کہ عقل والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کے ذکر میں مشغول اور اس کے کاموں پر غور و فکر کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

۱۱۔ گیارہواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اذا ذکرنی عبدی فی نفسہٖ ذکرتہٗ فی نفسی و اذا ذکرنی فی ملأ ذکرتہٗ فی ملأ خیر من ملئہ و اذا تقرب منی شبراً اتقرب منہ ذراعًا و اذا تقرب منی ذراعًا تقرب منہ باعًا و اذا اتانی مشیًا اتیتہ ھرولۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب دل ہی دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں ہی اس کا ذکر کرتا ہوں۔ مثلاً جب انسان کہتا ہے سبحان اللہ۔ یعنی پاک ہے تو اے اللہ۔ تو خدا تعالےٰ بھی اس بندہ کی نسبت کہتا ہے کہ تجھے بھی پاکی حاصل ہو۔ اور جب اللہ تعالےٰ یہ کہہ دیتا ہے۔ تو پاکی حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ جب بندہ لوگوں میں بیان کرتا ہے تو میں ان لوگوں سے بہتر جن میں وہ میرا ذکر کرتا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ یعنی متقیوں اور نیکوں میں اُس کا ذکر بلند کرتا ہوں۔ اور دُنیا اقرار کرتی ہے کہ وہ متقی ہے۔

۱۲۔ بارہواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے محبت بڑھتی ہے۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ جس چیز سے ہر وقت اُسے تعلق رہے تو اُس سے اُس کو اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت یاد کرنا اور اُس کا نام لینا اُس کی محبت میں بہت بڑھا دیتا ہے۔

۱۳۔ تیرہواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے خدا تعالےٰ کا عذاب دُور ہوتا ہے۔ چنانچہ معاذ بن جبلؓ جو بڑے صحابی ہیں فرماتے ہیں۔ ماشیء انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ۔ (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات) یعنی اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بڑھکر کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے والی نہیں۔

۱۴۔ چودہواں فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے انسان شریعتِ اسلام پر پورے طور پر کاربند ہونے کی توفیق پاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ عن عبد اللہ بن یسر ان رجلا قال یا رسول اللہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علیَّ فاخبرنی بشیءٍ اتشبت بہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قال لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات صـ۱۷۳) یعنی عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ یارسول اللہ احکامِ اسلامی مجھ پر بہت زیادہ ہوگئے ہیں۔ سو آپؐ مجھے ایسی چیز بتائیں جسے خوب مضبوطی سے پکڑ لوں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تیری زبان اللہ تعالےٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ ذکر الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرائض اور ایک نوافل۔ فرائض میں سے نماز پنجگانہ ہے۔ اور نوافل کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً نوافل نمازیں۔ استغفار۔ درود۔ تلاوت قرآن کریم۔ تسبیح و تحمید۔ مجالس میں خدا تعالےٰ کی صفات بیان کرنا۔ اور دشمنوں کے سامنے خدا تعالےٰ کی شان کا اظہار کرنا وغیرہ۔ اور یہی قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ مگر اس کے برعکس بعض لوگوں نے ایسے اذکار نکالے ہیں جو سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف اور بدعات میں سے ہیں۔ مثلاً ان کے نزدیک ذکر اللہ یہ ہے کہ دل سے آواز نکال کر سر تک لے جائی جائے اور اس زور سے چیخا جائے کہ سارے محلہ پر آرام حرام ہو جائے۔ اور ارد گرد کے سب لوگوں کی عبادت خراب کر دی جائے۔ اس کو وہ قلب پر ضرب لگانا کہتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک دل ایک ایسی چیز ہے کہ جس میں لا الٰہ الا اللہ کو زور سے داخل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض نے یہ طریق نکال رکھا ہے کہ شعر سنتے اور قوالیاں کراتے اور کنچنیاں نچاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر الٰہی کی مجلس گرم ہو رہی ہے۔ پھر دل بہلاتے ہیں کہ اس میں سے اللہ اللہ کی آواز آئے۔ غرض عجیب عجیب باتیں ایجاد کر لی گئی ہیں۔ کہیں دل بہلائے جاتے ہیں۔ کہیں قلب پر چوٹ لگائی جاتی ہے۔ کہیں رُوح سے آواز نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور یہ سب نام انہوں نے اپنے آپ ہی رکھ لئے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم قلب سے ذکر بلند کرتے ہیں۔ اور وہ عرش پر سجدہ کر کے واپس آتا ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم جسم کے ہر عضو سے اللہ اللہ کی آواز نکالتے ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی بدعات انہوں نے ایجاد کر لی ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھتے اور ناچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وجد آگیا اور غشی طاری ہوگئی۔ اور پھر مجلس میں بیٹھے بیٹھے یک لخت بہت اونچی آواز سے اللہ اللہ کہکر کُود پڑتے ہیں۔ تو اس قسم کے عجیب عجیب ذکر نکالے گئے ہیں۔ حالانکہ انکو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (از ذکر الٰہی)

ان کے علاوہ جو لوگ مندرجہ بالا قرآن مجید سے ثابت شدہ اذکار کرتے ہیں انہوں نے بھی بہت سے وظائف وغیرہ کے طریق بتائے ہیں۔ جو اپنی اپنی جگہ بہت خیر و برکت رکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ میری جماعت کے لئے چار وظیفے ہیں:-

"ایک تہجد ہے خواہ وہ دو نفل ہی ہوں۔ دوسرے استغفار ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ مگر رات کو ضرور کرنا چاہیئے۔ تیسرے درود ہے۔ اس کی بھی کوئی تعداد نہیں خواہ کتنا ہو۔ چوتھے قرآن ہے اس کی بھی تلاوت کرنی چاہیئے خواہ پارہ کی تلاوت ہو یا آدھ پارہ کی۔ خواہ ایک رکوع یا کم از کم ایک آیت ہی۔ اس میں تدبر کرنا چاہیئے۔" (منقول از اخبار الفضل جلد ۳۰ نمبر ۱۲۔ پرچہ ۱۵ ار صلح ۱۳۲۱ ہش)

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ وظائف اپنے اندر بےحساب فوائد اور بے انتہاء ثواب اور درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے متعلق ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

۱۔ تہجد کے فضائل اور برکات و فوائد

جاننا چاہیئے کہ جس طرح ایک دنیوی مسافر کے لئے اپنے ساتھ ان اشیاء کا رکھنا ضروری ہوتا ہے جو اس کے مقصد کو پورا کرنے کے علاوہ اس کے لئے باعثِ آرام و راحت ہوں۔ اسی طرح اُخروی مسافر کے لئے اسلام میں اس کی روحانی زندگی کے واسطے جہاں فرض امور کا سرانجام دینا ضروری قرار دیا ہے وہاں اس کو نفلی امور کے سرانجام دینے کی بھی تحریک کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے لئے ہر نقصان سے بچنے کا موجب اور بے شمار فوائد و برکات اور درجات کے حصول کا باعث ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ مَا یزال عبدی یتقرب اِلَیَّ بالنّوافل حتّٰی احبّه فاذا احببته کنت سمعه الّذی یسمع به وبصره الّذی یبصر به ویده الّتی یبطش بها ورجله الّتی یمشی بها وان سالنی لاعطینّه ولئن استعاذنی لاعیذنّه وما ترددت عن شیءٍ انا فاعله من نفس المؤمن یکره الموت وانا اکره مساءته (بخاری جلد چہارم کتاب الرقاق باب التواضع) یعنی میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مَیں اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب مَیں اس سے محبت کرتا ہوں تو مَیں اُس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرے تو مَیں ضرور اس کو دیتا ہوں۔ اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں اور مَیں کسی چیز سے تردّد نہیں کرتا جس کو مَیں کرنیوالا ہوں۔ جتنا تردّد کہ مَیں مومن کی جان سے کرتا ہوں جو موت کو ناپسند کرتا ہو اور مَیں اس کو دُکھ دینا پسند نہیں کرتا۔

سو اللہ تعالیٰ نے پنجگانہ نماز کو قرار دے کر بعض اور نفلی نمازیں بھی رکھی ہیں جو انسان کے لئے قربِ الٰہی کے حصول میں بڑا دخل رکھتی ہیں۔ مثلاً نماز تہجد۔ نماز اشراق۔ نماز ضحیٰ۔ نماز عیدین وغیرہ۔ مگر ان سب نمازوں میں سے نماز تہجد خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور اعلیٰ مراتب اور درجات کے پانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹) یعنی (اے رسول) رات کے ایک حصہ میں (نماز) تہجد (بھی) پڑھا کرو۔ یہ تمہاری نماز نفل ہے۔ عجب نہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھ کو مقامِ محمود پر پہنچا دے۔

۱۔ نماز تہجد میں بہت سی برکات و فوائد ہیں۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایسے وقت میں رکھا ہے جو اس کے دُنیا کے آسمان کی طرف نازل ہونے کا وقت ہے یعنی اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی خاص برکات اور فیوض نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء الدنیا حتّٰی یبقٰی ثلث اللیل فیقول من یدعونی فاستجیب لہٗ ومن یسألنی فاعطیتہٗ ومن یستغفرنی فاغفر لہٗ (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات) یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارا خدا ہر رات دُنیا کے آسمان کی طرف اُترتا ہے۔ حتّٰی کہ رات کا آخری تیسرا حصہ رہ جاتا ہے۔ تو فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارتا ہے۔ کہ مَیں اُس کا جواب دوں یعنی اُس کی دُعا قبول کروں۔ اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرتا ہے کہ مَیں اُس کو دُوں۔ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگتا ہے کہ مَیں اُس کو بخشوں۔

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تہجد پڑھنے کے لئے انسان سو کر اُٹھتا ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان تمام مشاغل اور افکار سے یکطرف ہو کر پُوری اور کامل توجہ اور پورے انہماک سے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لاتا ہے اور اُس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذکر کرتا ہے۔ اِس وجہ سے اللہ تعالےٰ بندے کی دُعاؤں اور التجاؤں کو سُنتا ہے۔ اور اُسکے سوال کو ردّ نہیں کرتا۔ اور اُس پر اپنی رحمت اور فضل کی بارشیں برساتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ عن ابی امامۃ قال قیل یا رسول اللہ ایُّ الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلوات المکتوبات (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات) یعنی ابوامامہؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا یا رسول اللہ! کونسی دُعا زیادہ سُنی جاتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا آخر رات کے وسط اور فرض نمازوں کے پیچھے۔

۳۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ تہجّد کے لئے خاص طور پر قربانی کرنی پڑتی ہے اور آرام ترک کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ انسان کو خدا تعالےٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ ثلاثۃ یحبّھم اللہ رجل قام من اللیل یتلوا کتاب اللہ۔ و رجل تصدّق صدقۃ بیمینہ یخفیھا من شمالہ۔ و رجل کان فی سریۃ فانھزم اصحابہ فاستقبل العدو (ترمذی جلد دوم ابواب صفت جہنم) یعنی تین شخصوں سے اللہ تعالےٰ محبت کرتا ہے۔ ایک وہ جو رات کو اُٹھ کر اللہ تعالےٰ کی کتاب پڑھتا ہے۔ یعنی تہجد پڑھتا ہے۔ اور ایک وہ جو دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھتا ہے۔ یعنی نہایت مخفی طور پر صدقہ کرتا ہے۔ اور ایک وہ جو ایک لشکر میں تھا سو اس کے ساتھی شکست کھا گئے مگر وہ دشمن سے لڑتا رہا۔

۴۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اِس سے انسان بہت سی بدیوں سے بچتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بقیام اللیل فانہٗ داب الصالحین قبلکم وھو قربۃ الٰی ربکم ومکفرۃ للسیئات ومنھاۃ للاثم (ترمذی جلد دوم ابواب الدعوات) یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہجد پڑھا کرو کیونکہ وہ صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا باعث ہے اور بُرائیوں کا کفارہ اور گناہ سے رکنے کا باعث ہے۔

۵۔ پانچواں فائدہ یہ ہے کہ تہجد سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے۔

۶۔ چھٹا فائدہ یہ ہے کہ تہجد پڑھنے سے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور سُستی وغیرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دور ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ (مزمل رکوع ۱) یعنی یقیناً رات کا اٹھنا نفس کشی کے حق میں سخت تر ہے۔ اور کاموں کو بہت درست کرنے والا ہے۔

۷۔ ساتواں فائدہ یہ ہے۔ کہ تہجد سے بہت سے کام درست ہو جاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقوم قیلا یعنی رات کا اٹھنا کام کو بہت درست کرنے والا ہے۔ کیونکہ قول بمعنی فعل عرب میں بہت استعمال ہوتا ہے۔

۸۔ آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ تہجد گزار کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے ہی جنت میں داخل فرمائیگا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ عن اسماء بنت یزید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یحشر النّاس فی صعید واحد یوم القیٰمۃ فینادی منادٍ این الّذین کانت تتجافی جنوبھم عن المضاجع فیقومون وھم قلیل فیدخلون الجنّۃ بغیر حساب ثمّ یؤمر لسائر النّاس الی الحساب۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان) (مشکوٰۃ باب الحساب ص۴۸۶)

یعنی اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔ تو ایک منادی کرنیوالا منادی کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے یعنی تہجد گزار تھے۔ پس وہ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے۔ سو وہ جنت میں بغیر کسی حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر تمام لوگوں کے حساب کا حکم دیا جائے گا۔ اس کو بیہقی نے شعب ایمان میں روایت کیا ہے۔

۲۔ استغفار کے فوائد

استغفار ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بناتی ہے۔ فلاحِ دارین عطا کرتی ہے اور ہر قسم کی بلا اور مصیبت سے بچاتی ہے چنانچہ قرآن کریم کی سورہ نوح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ یعنی حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارشیں برسائیگا اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دیگا۔ اور تمہارے لئے باغ اور نہریں بنائے گا۔ پھر سورہ ہود رکوع ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں فرماتا ہے یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ۔ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔ کہ اے میری قوم! تم اپنے رب سے بخشش مانگو۔ پھر اس کی طرف جھکو۔ وہ تم پر موسلا دھار بارشیں برسائیگا اور تمہاری طاقت پر طاقت بڑھائے گا۔

پھر فرماتا ہے۔ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (انفال رکوع ۴) یعنی یہ اللہ تعالےٰ کی شان کے شایاں نہیں کہ (ان کفار کو) انکو عذاب دے۔ حالانکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ پس ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے استغفار کے فوائد و برکات کا ذکر فرمایا ہے۔

۳۔ درود کے فوائد

درود کو عربی زبان میں صَلٰوۃ کہتے ہیں۔ جس کے معنے دعا کے ہیں۔ صَلّٰی کے معنے ہیں دَعَا۔ اس نے دعا کی۔ اور صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ کے معنے ہیں بَارَكَ عَلَيْهِ وَ اَحْسَنَ عَلَيْهِ الثَّنَاءَ۔ یعنی اس پر برکت نازل کی اور اس کی خوب تعریف کی۔ اور الصلوٰۃ من اللہ کے معنے ہیں الرحمۃ والثناء علی عبادہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا اپنی طرف سے رحمت نازل کرنا اور اپنے بندوں کی ثناء کرنا۔

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے بہت بڑے محسن ہیں اس لئے ہمارا ان پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں حکماً فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (احزاب رکوع ۷) یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ (یعنی خدا تعالےٰ آپؐ پر اپنی برکات نازل فرماتا ہے اور آپؐ کی ثناء کرتا ہے۔ اور فرشتے برکت کی دعا کرتے ہیں) اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلامتی کی دعا کرو۔

پھر حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یُصَلِّ (ترمذی) یعنی وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ درود کا یہ حکم یونہی بے فائدہ نہیں۔ بلکہ اس کے عظیم الشان فوائد اور جلیل القدر ثواب ہیں۔ جن میں سے بعض فوائد کو ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۔ درود کا پہلا فائدہ یہ ہے۔کہ اس سے دُعا بہت سُنی جاتی ہے۔چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔کہ حضرت عمرو بن خطاب نے فرمایا۔ان الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منه شیء حتّٰی تصلّی علٰی نبیّك صلی الله علیه وسلم (ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ صفحہ ۶۴) یعنی یقیناً دُعا زمین و آسمان کے درمیان ہی رہتی ہے۔اس سے کچھ بھی اُوپر نہیں جاتا یہاں تک کہ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

۲۔ درود کا دوسرا فایدہ یہ ہے۔کہ اس کے بدلہ میں اللہ تعالےٰ ستر دفعہ درود بھیجتا ہے اُس شخص پر جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔جیسے کہ حدیث میں ہے۔عن عبد اللّٰه ابن عمر قال من صلّٰی علی النّبیّ صلی الله علیه وسلم واحدۃ صلّی الله و ملائکته سبعین صلوٰۃً (رواہ احمد (مشکوۃ باب الصلوٰۃ علی النبیّ) یعنی عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔وہ کہتے ہیں۔جو شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود بھیجے گا تو اللہ اُس پر ستر دفعہ درود بھیجے گا۔

۳۔ درود کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بدلہ میں دس۱۰ نیکیاں لکھی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا۔جیسے حدیث میں آتا ہے من صلّٰی علیّ صلوٰۃ صلّی الله علیه عشرًا وکتب له عشر حسنات (ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ) یعنی جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجا۔اللہ تعالےٰ اُس پر دس۱۰ دفعہ درود بھیجے گا اور اُس کے لئے دس۱۰ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

۴۔ درود کا چوتھا فائدہ یہ ہے۔کہ بکثرت درود بھیجنے والا شفاعت کا زیادہ حقدار ہوگا۔جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَولی النّاس بی یوم القیامة اکثرهم علیّ صلوٰۃً (ترمذی جلد اول ابواب الصلوٰۃ صفحہ ۶۴۔مجتبائی) یعنی جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا قیامت کے دن وہی شفاعت کا مستحق ہوگا۔

۵۔ درود کا پانچواں فائدہ یہ ہے۔کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اپنی خاص رحمتوں اور انوار و برکات کو نازل فرماتا ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالےٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔وہ بجز وسیلۂ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیساکہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں

هٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۲۸ و تذکرہ ۲۵۹)

۴۔ تلاوتِ قرآن کریم

قرآن کریم کی تلاوت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل رکوع ۲) یعنی قرآن کریم سے جو میسر ہے پڑھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من قرأ حرفًا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ والحسنۃ بعشر امثالھا لا اقول الٓمٓ حرف ولکن الف حرف ولام حرف ومیم حرف (ترمذی جلد دوم ابواب فضائل القرآن) یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ایک حرف (بھی) پڑھا اس کے لئے اس کے بدلہ میں ایک نیکی ہوگی۔ اور اس ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں ملیں گی۔ مَیں الٓمٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے

پھر قرآن کریم کے معانی کا سمجھنا اور تدبر اور تفکر کر کے اس کے حقائق اور معارف معلوم کرنا انسان کے لئے بڑے ثواب اور نیکی کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی جلد دوم) یعنی ابن عباس سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ) فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ یعنی وہ ہزار عابد سے بڑھکر شیطان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کلام اللہ کے نشیب و فراز سے خوب واقف ہوتا ہے اور کسی طرف سے شیطان اُس پر حملہ نہیں کر سکتا بلکہ ہر جہت سے وہ محفوظ رہتا ہے۔

پس ہمیں اِن وظائف و اذکار سے خوب فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اور اس کی رحمتوں کا وارث بننا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن پر پورے طور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیا یروشلم ← دُنیا کا مستقبل

(از جناب مولوی ظلّ الرحمٰن صاحب مبلّغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

نسلِ انسانی کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کی حیثیت ابتداءً دوسرے جنگلی جانوروں سے کوئی زیادہ ممتاز نہیں تھی، بلکہ دوسرے زمینی جانوروں کی طرح یہ بھی گویا ایک خاص قسم کے جانور ہی تھے۔ اسی لئے بعض فلاسفروں نے یہ غلطی کھائی ہے کہ انہوں نے انسان کو بندروں کی اولاد خیال کیا اور کہا کہ اصولِ ارتقاء کے مطابق بندر کی ذرّیت انسان بن گئی ہے۔ یہ نظریہ جوڈارون کا ہے اگرچہ بعض دوسرے فلاسفروں کے نزدیک بالبداہت غلط ہے، مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تمدّن و تہذیب سے عاری ہونے کی وجہ سے یہ بھی گویا ایک خاص قسم کے جانور ہی تھے۔ دوسرے جانوروں کی طرح جنگل میں غاروں کے اندر چھپے رہتے تھے۔ کچّا گوشت ناخن اور دانتوں سے چیر پھاڑ کر کھاتے تھے۔ ننگے رہتے تھے۔ مکان بنا کر رہنا اور کسی قسم کے ہتھیار کے استعمال سے بالکل ناواقف تھے۔ شادی بیاہ کی رسوم سے بھی بے خبر تھے تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے انسانوں نے پتھر کو اور دریا کے کنارے رہنے والے انسانوں نے سیپ کو بطور ہتھیار استعمال کرنا شروع کیا۔

الغرض ابتدائی انسان لوازماتِ انسانیہ سے بالکل عاری تھے، اور شروع شروع میں انسانوں اور دیگر جنگلی جانوروں میں عادات و اطوار کے لحاظ سے بظاہر کوئی فرق نہیں نظر آتا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ خالقِ کائنات نے اِس خاص قسم کی مخلوق کو کسی خاص غرض و مقصد کے لئے پیدا کیا اور اس کی فطرت میں ایک خاص قسم کی خاصیت، میلان، تجسس اور ہر چیز کی ماہیت دریافت کرنے کی خواہش رکھ دی، جو اس کی ترقی کی بُنیاد ہے۔ اسی بُنیاد پر ترقی کرتا ہوا آہستہ آہستہ نسلاً بعد نسلٍ دیگر حیوانات سے ممتاز حیثیت پکڑتا گیا اور موجودہ حالت کو پہنچ گیا۔

مذہبی کتب و نوعِ انسانی کی ابتدائی تاریخ کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے اِنہی جنگلی لوگوں میں سے خدائے تعالےٰ کی طرف سے ایک شخص الہام کے دعویٰ کے ساتھ کھڑا ہوا،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے دیگر بنی نوع کو ایک خاص قسم کی تمدنی زندگی کی طرف دعوت دی۔ غاروں سے نکل کر سطح زمین پر مکان بنا کر اکٹھا رہنا، کپڑا پہننا، اجتماعی قوت پیدا کر کے دشمنوں کا مقابلہ کرنا وغیرہ وغیرہ انسانی تمدن کے ابتدائی قواعد کی طرف بُلایا۔ وہ پہلا انسان جس کا نام تاریخ و مذہب نے آدم بتلایا ہے موجودہ متمدن نسلِ انسانی کا مورثِ اعلیٰ اور حقیقتِ انسانیہ کا معلّمِ اوّل ہے۔ اور اسی آدم کی اولاد سے ہی آج کی معلوم و متمدن دُنیا آباد ہے اور اسی وجہ سے انسان بنی آدم کے لفظ سے پکارا گیا ہے۔

حقیقتِ انسانیہ کے معلّم اوّل حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور کے بعد نسلِ انسانی کے اندر انسانیت کا شعور تیزی کے ساتھ ترقی کرتا رہا، اور بنی نوع انسان اسی شعور اور جدید در جدید احساسات کے ساتھ بڑے بڑے انقلاب پیدا کرتے رہے، اور ہر انقلاب کے ساتھ ایک نیا دَور شروع ہوا۔ اس طرح حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک نسلِ انسانی کے اندر بہت سے دَور آئے، اور مختلف دَوروں میں سے گذرتے ہوئے اور انسانیت کے ابتدائی مراحل کو طے کرتے ہوئے بنی نوع انسان نے ترقی کے اس درجہ کو حاصل کیا جس پر وہ آج قائم ہیں۔ اور جس پر وہ بہت خوش و نازاں ہیں اور جس کو وہ اپنی ترقی کا انتہاء سمجھکر اپنی حقیقت و اصلیت و پیدائش کی غرض بلکہ خود پیدا کرنے والے کے وجود سے بھی غافل ہو گئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اصل بات یہ ہے کہ بنی نوع انسان نے بہت ترقی کی اور منشاء الٰہی و قانونِ ازلی کے ماتحت یہ ترقی کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ مگر درحقیقت ابھی ان کی ترقی مکمّل نہیں ہوئی اور ان کے لئے ترقی کا اور وسیع میدان خالی ہے جس کو طے کرنا ان کے لئے باقی اور ضروری ہے اور جس کو طے کرنے کے لئے قانونِ قدرت نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہ حیوانیت سے کُلّی نجات حاصل کر کے انسانیت کی تکمیل کرنا ہے۔

لیکن ابھی ان کے اندر حیوانیت کا بہت کچھ باقی ہے۔ آج اس عظیم الشان دَور میں ہو کر بھی انسان آپس میں جنگلی جانوروں کی طرح ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں، ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کھانا، پینا، بچہ پیدا کرنا، بچوں سے پیار، شہوات کی پیاس بجھانے کے علاوہ ان کی اکثریت نہیں بتا سکتی کہ انسانی زندگی کا ان سے بالا اور کیا مقصد ہے۔ کھانے پینے آرام سے رہنے اور شیخی و غرور کیساتھ دوسروں پر بڑائی جتلانے میں خوشی محسوس کرنا اور جھوٹی خوشامد اور تملق سے اپنا اُلّو سیدھا کرنا عقلمندی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمال سمجھتی ہے۔ اور یہ بات دیگر حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے۔ پس درحقیقت ابھی تک ان میں حیوانیت کا بہت کچھ باقی ہے۔

ہاں انہوں نے ترقی بھی کی اور بہت ترقی کی ہے۔ چنانچہ پہلے ان کے اندر حیوانیت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا، مگر آج وہ ترقی کرتے ہوئے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ ان کے اندر حیوانیت کے علاوہ انسانیت کی خاصیتیں بھی نمایاں نظر آتی ہیں۔ تاہم نہ ان کو حیوانیت سے کلّی نجات حاصل ہوگئی ہے اور نہ انسانیت کی تکمیل۔ مگر ان کی حالت ماضیہ پر غور کرنے سے ہم عقلاً اور قیاساً اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ایک دن ضرور آنے والا ہے جب بنی نوع انسان حیوانیت سے کلّی نجات حاصل کر کے انسانیت کی تکمیل کرلیں گے۔

جس طرح آج ایک انسان اپنے باپ دادوں کو جن کے متعلق بندر ہونے کا شبہ کیا جاتا ہے جو لومڑیوں کی طرح اپنے بھٹوں میں چھپے رہتے تھے، کچا گوشت ناخنوں اور دانتوں سے چیر پھاڑ کر کھاتے تھے یاد کر کے حقارت آمیز حیرت و تعجب کے ساتھ کہتے ہیں کہ کیا یہ بھی انسانوں کے لئے ممکن تھا۔ اسی طرح ایک دن آنے والا ہے جبکہ انسان اپنی موجودہ ترقی یافتہ حالت پر جس پر وہ بہت ہی نازاں ہے حقارت آمیز تعجب کے ساتھ ندامت محسوس کریں گے اور کہیں گے کہ کیا یہ بھی انسانوں کے لئے ممکن تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلا کرتے تھے، اور اپنے بنی نوع کے خون سے ہاتھ رنگ کر خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ اور کیا انسان اس قدر ذلیل حرکتیں کیا کرتے تھے کہ اپنے ہی بھائیوں کی بوسیدہ ہڈیوں پر فاتحانہ شوکت کی عمارت تعمیر کرتے تھے۔ اور کیا وہ مہذب انسان روٹی کپڑے کی فراوانی کے لئے کتوں کی طرح اپنے بھائیوں کی گردن دبوچا کرتے تھے۔ ہاں ایک دن ضرور آنیوالا ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت پر ندامت کے آنسو بہائیں گے اور حیوانیت اور درندگی سے مکمل نجات حاصل کر کے حقیقتِ انسانیہ کا حقیقی نمائندہ ہوں گے۔

ہمیں اس عقلی امکان و قیاسی نتیجہ کے متعلق کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کا حیوانیت سے کلی نجات حاصل کر کے وحشیانہ درندگیوں اور آپس کی خون ریزیوں کو مٹا کر انسانیت کی حکومت جو آسمانی بادشاہت سے تعبیر ہو قائم کرنے کا خیال محض فلسفیانہ قیاس آرائیوں کا مرہونِ منت نہیں بلکہ آسمانی نوشتوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا موجود ہے اور آسمانی تقدیر بھی اس عظیم الشان مقصد کی تکوین میں کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ تہذیب انسانی کے معلّم اوّل حضرت آدم علیہ السلام نے بنی نوع انسان کو الٰہی ہدایت کے ماتحت انسانیت کی ابتدائی قواعد کی تعلیم کی تھی۔ مگر چونکہ ابھی وہ اس قابل نہیں تھے کہ تکمیلِ انسانیت کا کامل کورس ایک دم ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لئے حضرت آدمؑ کے بعد بھی رب العٰلمین کے ازلی منشاء کے مطابق انسانی آبادی کے مختلف حصص میں آدمؑ کی ذریت میں سے بکثرت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ الہام کے ساتھ مناسبِ حال و مناسب وقت انسانیت کی مزید تعلیم پیش کرتے اور انسانی پیدائش کی منزلِ مقصود کی طرف رہنمائی اور اس آخری اور عظیم الشان دن جس میں انسانیت کی تکمیل مقدر ہے اور ایک عظیم الشان انسان جس کو انسانیت کا استاد کامل کہنا چاہیئے کے متعلق پیشگوئیاں کرتے آئے ہیں۔ اور اسی طرح بنی نوع انسان بتدریج شاہراہِ ترقی پر پیشقدمی کرتے ہوئے بالآخر اس زمانہ کے قریب آن پہنچے جس میں انسانیت کا کامل کورس پیش کیا جانا منشاء الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا۔ تب رب العالمین کی ازلی قدرت نے ایک ابن آدم کو پیدا کیا۔ جس نے ظاہر ہو کر الہام الٰہی کے دعوے کے ساتھ بنی آدم کو یہ مژدہ سنایا کہ:۔

"آسمانی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔"

اور تمام دُنیا میں اس خوشخبری کی منادی کرنے کے لئے اپنے شاگردوں کو ہدایت دی۔ کیونکہ یہ آسمانی بادشاہت تمام دُنیا میں نوع انسانی کے تمام افراد کو شامل کرنیوالی اور بنی نوع کی تمام اقوام کو جمع کرنیوالی ہے۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے تھوڑا ہی عرصہ بعد معمورۂ انسانی کے وسطی علاقہ عرب کی سرزمین میں وہ انسانِ کامل پیدا ہوا جس کے ہاتھوں انسانیت کی تکمیل مقدر ہو چکی تھی۔ اور جنہوں نے تمام بنی نوع انسانی کے لئے تکمیلِ انسانیت کا کامل کورس پیش کر دیا۔ جس کا نام خدا تعالےٰ نے قرآن رکھا کہ اس کا پڑھنا تمام افرادِ انسانیت کے لئے ضروری ہے۔ اور اس پر عملدرآمد کا نام اسلام رکھا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہی انسان اپنے آپکو ہمیشہ کی سلامتی میں محفوظ کر لیتا ہے۔

درحقیقت حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہی دُنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے اور واحد انسان ہیں جنہوں نے بنی نوع کے تمام افراد کو ایک ایسی مکمل تعلیم کی طرف دعوت دی جو تکمیلِ انسانیت کے ساتھ فرزندانِ انسانیت کے جملہ افراد کو واحد قومیت واحد تمدن واحد سیاست اور واحد شریعت میں جمع کرنیوالی ہے اور جو انسانوں کے درمیان پیدا شدہ نفرت انگیز امتیازات اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عداوت آفریں تقسیم کو مٹا دینے والی ہے۔ اور جس کے متعلق ہزاروں سال سے انبیاء سابقین کی پیشگوئیاں کتب مقدسہ میں مندرج چلی آتی ہیں۔

قرآنی تعلیم جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق جملہ ضروریات کو پورا کرنیوالی ہے مشکلات کو حل کرنیوالی اور ہر زمان و مکان و ملت کے لئے ضروری اور عالمگیر ہے تفصیل سے ذکر کرنیکی یہاں گنجائش نہیں ہے بلکہ تفصیل کے لئے طالبانِ حق کو خود قرآن کریم، اسلامی اصول کی فلاسفی، احمدیت یا حقیقی اسلام اور تفسیر کبیر وغیرہ احمدیہ لٹریچر کی طرف رجوع کرنے کی سفارش کی جاتی ہے اور یہاں پر نہایت اختصار کے ساتھ چند اصولی باتیں بیان کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہی اصول و قوانین کی تعلیم و ترویج سے ہی دنیا میں ہمیشہ کے لئے امن وامان کی آسمانی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے۔

۱۔ اسلامی قوانین کے رو سے انسانی سوسائٹی میں بڑے چھوٹے، اونچ نیچ، معزز و حقیر، چھوت و اچھوت، سیاہ و سفید کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسلامی تعلیم کی رو سے کوئی کام جو جائز اور انسانی ضرورت کو پورا کرنے والا ہو انسانوں کی تحقیر کا باعث نہیں ہو سکتا۔

انسانی سوسائٹی میں عزت کا معیار صرف اور صرف انسانیت ہے۔ "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ انسانیت میں بڑھا ہوا ہے۔

۲۔ اسی طرح اسلامی تعلیم کی رو سے انسانی سوسائٹی کے اندر دولت کی تقسیم میں ایک ایسا اعتدال کا التزام کیا گیا ہے جس سے غربت و تونگری کا غیر طبعی تفاوت ایک ناقابلِ عبور خلیج کی طرح حائل ہو کر آپس میں تفرقہ کا باعث نہ ہو جائے۔

۳۔ اسی طرح اسلامی تعلیم کے مروج ہونے سے ایک ایسی بین الاقوامی لیگ آف نیشنز قائم ہو سکتی ہے جس میں تمام اقوامِ عالم صلح اور آشتی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے متحد ہو کر پُرامن زندگی بسر کر سکتی ہیں اور جس کی خلاف ورزی کی کسی کو مجال تک باقی نہیں رہتی۔

۴۔ اسلامی تعلیم کی رو سے تمام روئے زمین انسانیت کا وطن ہے۔ اس کے تمام باشندے آپس میں بھائی بھائی اور ایک ہی قومیت کے افراد ہیں جن کی قومیت اور وطنیت کو کوئی پہاڑ اور کوئی سمندر تقسیم نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی کاسٹ اور کریڈ اور نہ کوئی زبان و مکان۔ اور کوئی رنگ و روپ و نقش و نگاران کی قومیت میں تفرقہ ڈال سکتا ہے۔ اور نہ کسی خاص نسل کی کوئی خاص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عزّت یا ذلّت ہے۔

۵۔ اسی طرح اسلام ایک ایسا مذہب پیش کرتا ہے جو تمام اقوامِ عالم کے مذاہب سابقہ کی صداقتوں کا مجموعہ اور آئندہ کے لیئے جملہ ضروریات پر مشتمل ہے اور جو تمام بانیانِ مذاہب والہامی کتب وصحیفوں کی صداقت کو قبول کرنے اور تعظیم کرنیکی تعلیم دیتا ہے۔

۶۔ اسی طرح اسلام عورت و مرد کے تمام انسانی حقوق کو تسلیم کرتا ہے اور ایکدوسرے پر ناحق تصرف سے روکتا ہے۔

۷۔ ایسے ہی اسلام بین الافراد و اقوام تجارتی حقوق کی نگہداشت کرتا ہے۔

۸۔ راعی ورعایا کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

۹۔ انفرادی واجتماعی حقوق یعنی افراد کے حقوق جو اجتماعی نظام اور اجتماعی نظام کا حقوق جو الگ الگ افراد پر مشتمل ہو کی حفاظت کرتا ہے۔

۱۰۔ غریب مفلس اور مالدار صاحب ثروت کے مابین تعلقات کو حقیقی محبت واخوت کی بنا پر قایم کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اسلام انسانی ضروریات کی جزئیات پر مشتمل ایک مکمل کورس پیش کرتا ہے جس کی تعلیم تعمیل وترویج سے روئے زمین کے تمام انسانوں کی متحدہ مشترکہ قومیت وبین الاقوامی اتحاد قایم ہو کر انسانوں کو صلح وآشتی وامن وامان کی جنتی زندگی کا وارث بنا سکتا ہے۔ نہیں! بلکہ خالق فطرت نے ازل سے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ انسان تدریجی ترقی کے ساتھ ایک دن انسانیت کا مکمل کورس حاصل کرکے اور اس پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کا کامل مظہر بن جائیگا اور دنیا میں حقیقتِ انسانیہ کی آسمانی حکومت جس کے قوانین وحی الٰہی کے آسمانی کلام سے تیار ہونے والی ہے اور جس کو آسمانی نوشتوں میں "آسمانی بادشاہت" کہا گیا ہے قایم ہوگی۔

مگر چونکہ حکمتِ ازلی کا تقاضا یہ تھا کہ بنی نوع انسان کے ہر چھوٹے بڑے عالم بے علم متمدن وغیر متمدن نہ صرف فلسفیانہ تھیوری اور عقلی استدلال وروحانی فراست کی بناء پر بلکہ اپنے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ کی بناء پر اس عالمگیر آسمانی بادشاہت کے قوانین واصول اور اسکی عملی جزئیات کی صداقت وبرتری کو انشراحِ صدر کے ساتھ محسوس وقبول کرے اس لئے زمین و آسمان کے خدا نے آسمانی بادشاہت کے مکمل قوانین اور اس کے عملی واعتقادی پہلو کی جزئیات کو تفصیل کے ساتھ ظاہر کر دینے کے بعد اس کی تفصیلی تعلیم وجزئی خصوصیات کے متعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عملی تجربہ و عینی مشاہدہ کے لئے ایک زمانہ دراز کی کافی مہلت دیدی تاکہ ہمیشہ کے لئے اس کی صداقت ان کے قلوب میں نقش کالحجر کی طرح راسخ ہو جائے۔ کیونکہ یہ آسمانی بادشاہت جیسا کہ آسمانی نوشتوں میں لکھا ہے ایک ایسی بادشاہت ہے جو ہمیشہ کے لئے قائم ہوگی اور ایسی ہے کہ کبھی جاتی نہ رہیگی۔

چنانچہ دُنیا اس مہلت کے عرصہ میں جو آسمانی نوشتوں کے مطابق ہزار سال کا ہے مختلف حالات میں سے گذرتی ہوئی احکام و اصول کے خلاف و موافق تجربہ کرتی رہی۔

موافقت میں عمل کرنیوالے اور اس کے قائم کرنیکی کوشش کرنے والوں کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح غیر معمولی آسمانی تائید کے ساتھ اکناف و اطرافِ عالم میں اس آسمانی بادشاہت کے قائم کرنے میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور پھر کسی طرح جب اس کی تعلیم و تعمیل اور ترویج سے یہ لوگ غافل ہو گئے تو آسمانی بادشاہت تمام روئے زمین میں بنی نوع انسان کے تمام افراد میں قائم ہوتے ہوئے رُک گئی۔ اور پھر کس طرح مخالف عمل کرنیوالوں کی مساعیٔ پیہم جن پر وہ بہت ہی خوش ہو رہے تھے خطرناک و بھیانک نتائج پر منتج ہوئی اور کس طرح ان کا تلخ تجربہ ان کو آہستہ آہستہ دانستہ و نادانستہ اسلامی احکام و اصول کے قبول کرنے کی طرف آنے پر مجبور کر رہا ہے۔ حالاتِ حاضرہ پر غور کرنیوالوں پر مخفی نہیں ہے۔

پھر اس آسمانی بادشاہت کے پُر امن سایہ تلے بنی نوعِ انسان کے جمیع افراد کو اکٹھا کرنے کے لئے تدبیر آسمانی یوں ظاہر ہوئی کہ رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا اہلِ دُنیا کو واحد مرکزیت و قومیت کی طرف دعوت دینے کے بعد دُنیا کی جغرافیکل حالت میں جو آپؐ کے مقصد کے بالکل منافی تھی ایسی تبدیلی پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے اس کا خیال کرنا بھی انسانی دماغ کیلئے ناممکن تھا۔

انسانی افراد کا آپس میں ملنے کے راستہ میں جو ناپیدا کنار وسیع سمندروں اور اونچے اونچے فلک بوس پہاڑوں کی ناممکن العبور روکیں تھیں کٹ گئیں اور قسم قسم کی ایجادات سے دُنیا کی مسافت میں سے بُعدِ زمانی و مکانی دُور ہو گیا۔ پہلے ایک انسان کی تمام زندگی میں جتنے حصے دُنیا کے طے کرنا ناممکن تھا اب چند ہفتوں بلکہ دنوں کا کام ہے۔ اور مسافتِ مکانی کو طے کئے بغیر گھر بیٹھے دُنیا کے کونے کونے سے بات چیت کر لی جاتی ہے۔ گویا تمام دُنیا ایک محلّہ بلکہ محل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن گیا ہے جس کی مختلف کوٹھڑیوں میں ایک ہی برادری کے مختلف کنبے بستے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزندانِ انسانیت کے تمام افراد کو قومیت و برادریت کے اختلاف کے احساس کو مٹا کر اجنبیت کو دُور کر کے ایک ہی انسانی برادری میں شامل کرنا ارادۂ ازلی میں مقدر ہو چکا ہے۔ اور وہ زمانہ بالکل قریب اور دروازہ پر ہے۔

پھر آسمانی بادشاہت کے اصول و قوانین کو محمدؐ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ شائع کر دینے کے بعد اور فرزندانِ انسانیت کے جمیع افراد کو ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ کے ساتھ اس کی صداقت معلوم کر لینے کا موقعہ دیکر اور اجتماع عالم انسانی کے راستہ سے تمام روکوں کو ہٹا کر جب اس کے لئے تمام سامان درست کر لیا اور مختلف حالات و مشکلات میں سے گذر کر انسانی قلوب نے ہی اسکے قبول کرنے کے لئے اندر ہی اندر صلاحیت پیدا کر لی تو ارادۂ ازلی نے بانیٔ آسمانی بادشاہت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں سے آپؐ کی خلافت و نمائندگی کے لئے ایک اور مقدس ہستی کو ظاہر فرمایا جس کے متعلق خود آنحضرتؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور کتب مقدسہ سابقہ میں بھی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

میری مراد چودھویں صدی کے شروع میں ظاہر ہونے والے نبی حضرت مسیح موعود امام مہدی حضرت احمدؑ قادیانی علیہ السلام سے ہے۔ اور اس کے نزول بابرکات کے ساتھ ساتھ آسمانی نوشتوں کے مطابق ایک نئے یروشلم کی بھی بنیاد رکھدی۔ اور آپؑ کے ظہور کے بعد ہمارے اس زمانہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے کتب مقدسہ سابقہ اور قرآن کریم و نیز خود آپؑ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق تمام روئے زمین میں عظیم الشان انقلاب کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہ گویا زمین جل گئی اور آسمان لال ہو گیا۔ ایک نئے دَور کا آغاز ہوا جس کو آسمانی بادشاہت کا دَور کہنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

M Ahmad

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر قادیان سے
مالکان کے لیے شائع کیا۔